بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتنہ سرزمین عجم ایران

از خاور امین باجوہ = کھیوڑہ

سر زمین عجم ایران فتنوں کی سرزمین ہے یہ علاقہ اسلام کے خلاف شروع ہی سے تخریبی کاروائیوں کے لئے مجوسیوں کی سازشوں کی آماجگاہ رہا ہے ایرانیوں کی اسلام دشمنی کی ابتدا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوتی خط کے ملنے پر شروع ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۶ ہجری میں باقی بادشاہوں کو دعوت اسلام کے خط لکھتے وقت پرویز شاہ ایران کو بھی دعوت اسلام کا خط لکھا پرویز نے اس مبارک خط کے ملتے ہی اسے پڑھے بغیر ہی چاک کر کے اپنے ایک گورنر باذان کو جو کہ یمن کا حاکم تھا لکھا کہ محمدؐ کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کیا جائے مگر جب باذان کے فرستادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ آج کی رات تمہارے بادشاہ پرویز کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے اور پرویز کی طرف سے دعوت اسلام کے مبارک خط کو چاک کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ اس نے میرا خط چاک نہیں کیا بلکہ اپنی سلطنت کو چاک کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عراق سے ملحقہ عرب علاقہ میں مانعین زکوۃ‘ مرتدین اور کاذب نبیوں نے جو بغاوت برپا کی اس میں بھی ایرانیوں کا خاصا ہاتھ تھا۔ محقق اہلحدیث علامہ فیض عالم صدیقی شہیدؒ لکھتے ہیں کہ ”عبداللہ بن سبا کی زیر زمین سرگرمیاں اور مجوسیوں کی ریشہ دوانیاں ایک دوسرے سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ دونوں اسلام دشمن تھے دونوں کے دل میں اسلام کے خلاف بغض و عناد کی چنگاریاں سلگ رہی تھیں دونوں اپنے اپنے مقام پر پورے طور پر اسلام کے خلاف محاذ قائم کر چکے تھے مگر دونوں کے طریق کار میں معمولی سا فرق تھا مجوسی اپنی زبان‘ طرز معاشرت‘ نشست و برخاست اور زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں عرب کے طریق زندگی میں اپنے آپ کو مدغم نہیں کر سکتے تھے مگر یہود عربی النسل تھے ان کا طرز زندگی بالکل عربی تمدن کو اپنائے ہوئے تھا مجوسی پہلی نظر میں پہچانے جاتے تھے کہ یہ غیر عرب ہیں مگر یہودیوں کو مسلمانوں میں گھل مل جانے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی دونوں کے مل جانے پر قیادت کا یہودیوں کے ہاتھ میں آجانا قدرتی امر تھا اس لئے یہاں مورخین نے اسلام دشمنی میں صرف یہودیوں کا نام لیا ہے ورنہ فلسفہ تاریخ کا ایک مبتدی بھی اس حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتا کہ سبائی عنصر صرف یہودی اسلام دشمن گروہ پر مشتمل نہیں تھا بلکہ پورا مجوسی ذہن‘ مجوسیوں کا سرمایہ‘ مجوسیوں کی ہمدردیاں ان کے ساتھ تھیں آگے چل کر معلوم ہو گا کہ شیعیت کی پوری

دینیات مجوسیت اور ثنویت کا چربہ ہے اسلام دشمنی میں سبائیت کی نسبت مجوسیت کو اولیت کا مقام ہے سبائیت سے پہلے مجوسیت شہادت فاروق اعظمؓ کا کارنامہ انجام دے چکی تھی گو قیادت کا تاج سبائیت کے سر رہا مگر اس میں روح پھونکنے والی قوت مجوسیت کی تھی حضرت علیؓ کے متعلق جن عقائد کا اظہار سبائیت نے کیا وہ تمام مجوسی عقائد کا چربہ تھا اور جس طرح یہودیوں کو عرب کی اجارہ داری کے چھن جانے کا صدمہ یا مجوسیوں کو ایرانی سلطنت کے خاتمہ کا افسوس تھا اسی طرح عیسائیوں کو مصر سے ملک بدر ہونے کا غم تھا اور یرموک میں پٹنے کا صدمہ' سبائی وفد جو مصر سے مدینہ پہنچا اس میں عیسائی نو مسلموں کی اکثریت تھی اور کوفہ کے وفد میں مجوسی نو مسلم زیادہ تھے یوں سمجھئے کہ مجوسی' یہودی اور عیسائی پورے طور پر اسلام کو مٹانے کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کر چکے تھے (اس کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ فاروق اعظمؓ کے قاتل ایرانی مجوسی غلام ابو لولو کو حضرت عبدالرحمٰنؓ شہادت فاروق اعظمؓ سے چند روز پہلے ہرمزان نو مسلم مجوسی اور جفید عیسائی غلام کے پاس دیکھ چکے تھے ابو لولو آپؓ کو دیکھ کر گھبرا اٹھا تو اس سے وہ خنجر گر پڑا جس سے بعد میں فاروق اعظمؓ کو شہید کیا گیا) حقیقت مذہب شیعہ صفحہ ٦٦ از علامہ صدیقی شہیدؒ

کیونکہ ان لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ ہماری سلطنتیں مسلمانوں کے ہاتھوں مفتوح ہونے کی وجہ سے پیوند خاک ہو گئی ہیں جس سے ہماری شان و شوکت اور وقار خاک میں مل گیا ہے اور ہماری سرزمین کے مرغزار ایسا دلیر اور بہادر جرنیل پیدا کرنے سے قاصر ہیں جو مسلمانوں سے ہماری سلطنتوں کی بازیابی کر سکے اور یہ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اسلام کی صداقت کا آفتاب پوری آب و تاب کے ساتھ ہماری سلطنتوں پر اپنی حقانیت کی کرنیں بکھیر رہا ہے جس سے ہمارے باطل مذاہب کی ظلمتوں کے بادل چھٹ رہے ہیں جس سے ہماری آبادی تیزی سے حلقہ بگوش اسلام ہو رہی ہے نیز چونکہ ان کے اسلاف قیصر و کسریٰ' بنی قریظہ اور بنو نظیر میدان جنگ میں مسلمانوں کا مقابلہ کرنے اور انہیں ختم کرنے کا تجربہ دہرا چکے تھے اور اس میں انہیں چونکہ ناکامی کا زہر پینا پڑا تھا تو تب یہودیوں اور مجوسیوں کے باہمی اشتراک عمل نے دین اسلام اور شریعت محمدیہؐ کو فلسفیہ یہود و نصاریٰ مذہب ہنود و مجوس میں تبدیل کرنے اور دین اسلام میں بے دینی بھر دینے کے لئے سب سے پہلے جو فتنہ اٹھایا وہ فتنہ سبائیت کے نام سے مشہور و معلوم ہے جو پورے اسلام اور اسلام کے تمام مراکز میں تخریب و تحریف کے لئے ایک یہودی النسل ذلیل ترین مکار عبداللہ بن سبا نے اٹھایا جس کی وجہ سے منصہ شہود پر جلوہ گر ہونے والا مذہب تشیع یعنی شیعہ ازم کے نام سے وجود میں آیا یعنی یہیں سے شیعہ ازم کا آغاز ہوا۔

اب آگے مشہور شیعہ مورخ حسین کاظم زادہ کی زبان سے سنئے لکھتے ہیں کہ "جس دن سعد بن

ابی وقاص، خلیفہ دوم کی جانب سے ایران کو فتح کیا..... ایرانی اپنے دلوں کے اندر کینہ و انتقام کا جذبہ پالتے رہے..... یہاں تک کہ فرقہ شیعہ کی بنیاد پڑ جانے سے پورے طور پر اس کا اظہار کرنے لگے صاحبان واقفیت و اطلاع اس بات کو بخوبی جانتے اور مانتے ہیں کہ شیعیت کی بنیاد و ظہور میں اعتقادی مسائل اور نظری و نقلی اختلافات کے علاوہ ایک سیاسی مسئلہ بھی داخل تھا۔ آگے چل کر یہی مصنف اس سیاسی مسئلہ کو واضح کر کے لکھتا ہے کہ :۔ ایرانی ہرگز اس بات کو کبھی نہ بھول سکتے تھے نہ معاف کر سکتے تھے اور نہ قبول کر سکتے تھے کہ مٹھی بھر ننگے پیروں پھرنے والے عربوں نے جو جنگل و صحرا کے رہنے والے تھے ان کی مملکت پر تسلط کر لیا ہے ان کے قدیم خزانوں کو لوٹ کر غارت کر دیا ہے اور ہزاروں لوگوں کو قتل کر دیا ہے (تجلیات روح ایرانی در ادوار تاریخی بحوالہ حقیقت مذہب شیعہ صفحہ ٦٤ از علامہ صدیقی شہید") ایرانی در پردہ تو مجوسی ہی رہے لیکن بظاہر شیعیت کا لبادہ اوڑھ کر ایک فرقے کی شکل اختیار کر کے اسلام اور عربوں کی بربادی کے کام کرتے رہے غور طلب بات ہے کہ شمالی افریقہ کے بیشتر ممالک عرب فاتحین کے بعد حبشی اور بربری وغیرہ زبانیں چھوڑ کر عربی زبان اور مکمل عربی تہذیب و تمدن اختیار کر چکے ہیں اور سمندر پار ہسپانیہ یعنی یورپ میں بھی کئی سو سال تک عوامی اور سرکاری زبان عربی تھی اور ہسپانیہ کے عرب مسلم اہل علم اور عرب حکمرانوں کی وجہ سے یورپ علم کے نور سے منور ہوا اور وہاں علمی ترقی ہوئی۔ لیکن علاقہ سرزمین عجم ایران جو شط العرب کے ذریعے عراق سے ملا ہوا ہے وہاں عجمیت اور فارسیت پوری آب و تاب کے ساتھ زندہ ہے اور عربی زبان و عربی تہذیب و تمدن کو غیر تصور کیا جاتا ہے اس کا سبب اور اس کی وجہ کیا ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ایرانیوں کو خدشہ تھا کہ اگر عربی تہذیب و تمدن اور عربی زبان ایران میں مروج ہو گئی تو ان کی آئندہ نسل بھی شمالی افریقہ کے غیر مسلم ممالک کی طرح مستقل مسلمان اور عرب قوم بن جائے گی چنانچہ اس خدشہ کے پیش نظر انہوں نے دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے ابتدا ہی سے عربی زبان اور عربی تہذیب و تمدن کو اپنانے سے گریز کیا۔ ایرانی سازش اور منصوبے کی وجہ سے جس وقت عباسی حکومت ڈگمگائی تو چونکہ اس کی جگہ لینے والا کوئی نہیں تھا اس لئے ایرانیوں نے کھلے عام مجوسیت پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ ایرانی زبان اور ایرانی تہذیب و تمدن کے مکمل تحفظ کا اعلان کیا اور اپنے مدارس میں عربی زبان کی تعلیم مکمل طور پر بند کرا دی۔ عربی زبان سے اپنے ملک و قوم کو محفوظ کر لینے کے بعد ایرانیوں نے دین اسلام کو عربی سے فارسی زبان میں ڈھال کر بگاڑنا شروع کر دیا اور مجوسیت، صوفیت، زندیقیت اور رافضیت کی جتنی ملاوٹ بھی وہ اسلام کے آب شفاف میں کر سکتے تھے انہوں نے کی اور انتہا یہ کر دی کہ دین اسلام کی عبادت صوم و صلوۃ کا نام مجوسی طریقہ عبادت

روزہ نماز رکھ دیا اللہ کے بجائے مجوسی لفظ خدا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بجائے ۷۸۶ ہندسے مروج کرا دیئے عوام کے نچلے طبقہ کے افراد کے لئے اردو زبان میں ایرا۔ غیرا۔ نتھو۔ خیرا بولا جاتا ہے ایرانیوں کے ہاں اسی طرح زید بکر عمر کہہ کر دین اسلام کے ناقل صحابہؓ کی توہین و تذلیل کی جاتی ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں کی فتوحات اور چار دانگ عالم میں شجاعت کے چرچے ان پرستاران کفر کے لئے سوہان روح بنے ہوئے تھے کہ اسی دوران ہرمزان نامی ایرانی گورنر گرفتار ہو کر دربار فاروقی میں پیش کیا گیا سیدنا فاروق اعظمؓ نے اسلام دشمنی اور بار بار عہد شکنی کے جرم میں اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا ہرمزان نے پینے کے لئے پانی مانگا اور پانی سے بھرا پیالہ ہاتھ میں لے کر درخواست کی کہ جب تک میں یہ پانی نہ پی لوں آپ مجھے قتل نہ کرائیں فاروق اعظمؓ نے درخواست منظور فرما لی تو ہرمزان نے پانی پھینک دیا اور کہا چونکہ میں نے پانی نہیں پیا اس لئے حسب وعدہ آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے سیدنا فاروق اعظمؓ اس مغالطے پر حیران رہ گئے اس طرح اس مکار و عیار مجوسی نے حضرت عمرؓ کے ایفائے عہد پر بھروسہ کر کے جان بچا لی اور بعد میں قبول اسلام کا اعلان بھی کر دیا (تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۰۵) لیکن اس کے اسلام و ایمان کی نوعیت اور حقیقت یہ تھی کہ جب بھی کوئی ایرانی مجوسی قید ہو کر آتا تو یہ اسے گلے لگا کر خوب روتا اور آخر کار اسی شخص نے گہری سازش کے ذریعے ایک ایرانی غلام فیروز ابو لولو کے ہاتھوں سیدنا فاروق اعظمؓ کو قتل کروا دیا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے بے مثال تحفہ میں لکھتے ہیں کہ اسی ابو لولو کے نام پر شیعہ عید بابا شجاع مناتے ہیں۔ آج بھی اس قاتل عمرؓ مجوسی کی قبر پر قم میں باقاعدہ سالانہ میلہ لگتا ہے۔ ایرانیوں کی اسلام سے عداوت اور درپردہ آتش پرستی کا اندازہ اس مثال سے کیا جا سکتا ہے کہ برامکہ (برامکہ ایرانی نژاد تھے اور اسلام سے قبل "نوبہار" نام کا بلخ میں ایک آتش کدہ تھا برمکیوں کے جداعلیٰ اسی آتش کدہ بلخ کا رئیس تھا خراساں فتح ہونے کے بعد قیس بن ہیثم نے بلخ فتح کر کے نوبہار کو نیست و نابود کیا تو خاندان برمکیہ نے اسلام قبول کیا) خاندان کی ایک اہم شخصیت یحییٰ برمکی جو کہ خلیفہ ہارون الرشید کے ہمراہ حج پر گیا تھا اس نے ہارون الرشید کو مشورہ دیا کہ حرم شریف کے صحن اور گوشوں کو معطر رکھنے کے لئے اس میں عود و لوبان کے سلگتے رہنے کا مستقل اہتمام کر دیا جائے ہارون الرشید نے اس کے جواب میں دبی زبان میں صرف اتنا ہی کہا کہ بدنام ہو جاؤں گا کہ میں نے حرم شریف میں آتش پرستی شروع کرا دی۔ جن صحابہؓ کرام نے سقوط ایران میں کسی قسم کا حصہ لیا تھا ایرانیوں مجوسیوں نے ان کو کیا ان کے آباؤ اجداد بلکہ ان کے خاندانوں تک کو بدنام کیا اور اس سلسلہ میں لاکھوں روایات وضع کیں اور جو صحابہؓ کرام جنگ ایران میں شریک نہ تھے انہیں بظاہر اپنا ہیرو بنا کر ان کے فضل میں روایات وضع

کیں تاکہ دوسرے صحابہؓ کے فضائل و مناقب اور کارناموں پر پردہ ڈالا جا سکے نیز تاکہ امت دو حصوں پر منقسم ہو جائے چنانچہ مشہور ماہر اسماء الرجال ملا علی قاری لکھتے ہیں **وضعت الرافضة فی فضائل علی و اہل بیت نحو ثلاث مائة الف حدیث** (موضوعات کبیر صفحہ ۱۰۶)

ترجمہ :۔ روافض نے حضرت علیؓ اور اہل بیت کے فضائل سے متعلق تین لاکھ کے لگ بھگ روایتیں بنائی ہیں۔ **ومن ذلک الاحادیث فی ذم معاویہ وذم عمرو بن العاص وذم بنی امیہ ومدح المنصور والسفاح وکذا ذم یزید والولید ومروان بن الحکم** (موضوعات کبیر صفحہ ۱۰۶)

ترجمہ :۔ اسی طرح حضرت معاویہؓ حضرت عمرو بن العاص اور دیگر بنو امیہ خصوصاً امیر یزیدؒ اور ولید اور حضرت مروان بن الحکمؓ کی برائی اور خلیفہ منصور اور خلیفہ سفاح کی تعریف سے متعلق روایات بھی جھوٹی اور من گھڑت ہیں۔

پھر یہ جھوٹی روایات کب وجود میں آئیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ

عباسیوں اور علویوں نے خلافت بنو امیہ کا تختہ الٹنے کے لئے ایرانیوں کا تعاون حاصل کیا تھا چنانچہ خلافِ عباسیہ انہی مجوسیوں کے بل بوتے پر قائم ہوئی اور ان کی حکومت کے تمام شعبوں حتیٰ کہ مذہبی و لشکری امور وغیرہ میں بھی ایرانی پیش پیش تھے عباسیوں کے عہد حکومت میں ایرانی شیعہ اور معتزلی علماء کو اعتقادی مسائل و عقلی مناقشات میں ہنگامہ آرائی کے لئے ایک وسیع و عریض میدان ہاتھ آگیا اور اس عہد کے مورخوں نے بنو امیہ اور بنو ہاشم اور صحابہؓ کرام کے مابین اختلافات و نزاعات کے لئے جھوٹی روایتیں باقاعدہ منصوبے کے تحت وضع کر لیں اور پھر بنو عباس کے دور میں اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اب تک زبانی اور سینہ بسینہ چلتی ہوئی روایات کو باقاعدہ مدون ہو جانا چاہئے تاکہ سیاسی اور انتقامی مصلحت کی خاطر گھڑا گیا یہ مواد محفوظ ہو کر آئندہ آنے والوں کے لئے مستقلاً ایسا ریکارڈ ثابت ہو جس کے ذریعے سے بحث و تمحیص اور اختلاف و انتشار کی راہ کھل جائے جس پر چل کر مسلم قوم اجتماعیت و اتحاد اور محبت و بھائی چارے سے محروم ہو کر عجمی انتقامی سازش کا شکار ہوتی رہے اور جب صحابہؓ کرام دنیا پرست باطل پرست اور خطا کار ثابت ہو جائیں گے تو ان کے ذریعہ سے پہنچنے والا دین خود بخود ناقابل اعتماد ٹھہرے گا۔ افسوس یہ ہے کہ اہل سنت حضرات اس چال کو نہ سمجھ کر اس عجمی سازش کا شکار ہو گئے ہیں اور آج نوبت باینجا رسید کہ عام مسلمین حضرات تو درکنار بڑے بڑے علامہ فہامہ بھی اموی صحابہؓ اور دیگر صلحائے بنو امیہ اور بعض دیگر صحابہ کرامؓ کو اسی مسخ شدہ اور جھوٹی تاریخ کے پروپیگنڈہ کی بنا پر دشنام طرازی اور گالیوں سے نوازتے ہیں اور جب انہیں اصل حقیقت بتائی جاتی ہے تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگتے ہیں اور ان

کی زبانیں غصہ کی وجہ سے کف آلود ہو جاتی ہیں کہ جیسے کہنے والا کوئی بہتان طرازی کر رہا ہو۔
بالکل یہی طرز عمل بشارت مغفرت کے امین خلیفتہ المسلمین سیدنا یزیدؒ کے متعلق اختیار کیا گیا ہے کیونکہ امیرالمومنین یزیدؒ کے ہاتھ پر ۲۹۸ صحابہ کرامؓ نے بیعت کی تھی اس لئے واقعہ کربلا کو حق و باطل کا معرکہ قرار دینا ان ۲۹۸ صحابہؓ اور امہات المومنین پر بدترین تبرا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اس اعتبار سے امیرالمومنین یزیدؒ کی طرف منسوب ہر برائی سیدھی صحابہؓ کرام اور امہات المومنین کی طرف منسوب ہو گی چونکہ دشمنان صحابہؓ کو یہ معلوم تھا کہ سنی براہ راست صحابہ کرام کو گالی نہیں دے گا اس لئے سنیوں سے صحابہ کرامؓ پر تبرا کرانے اور انہیں گالی دلوانے کے لئے دشمنان صحابہؓ نے یہ سیاست کھیلی اور چال چلی۔ مگر افسوس کہ اہل سنت نے یہ سبائی چال نہ سمجھی اور اس سازش کا شکار ہو کر رہ گئے۔

متاع دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزہ خوں ریز ہے ساقی

ستم ظریفی تو یہ ہے کہ یہ حضرات اس کے باوجود بھی اہل سنت والجماعت ہونے کے مدعی ہیں۔

کیئے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
اللہ جانے اگر تم خشمگیں ہوتے تو کیا کرتے

مشہور اہل حدیث عالم مرزا حیرت دہلویؒ لکھتے ہیں کہ "شیعوں نے خلفائے راشدینؓ پر بڑے بڑے الزامات لگائے ہیں اور ان کو مسلمان صحابہؓ سے منسوب کر دیا ہے اسی طرح شہادت حسینؓ (یعنی غیر حقیقی) کا فسانہ بھی محض خلفاء اسلام کو بدنام کرنے کے لئے گھڑا گیا ہے شیعہ مجتہد پکار پکار کر کہتے ہیں کہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت فاطمہؓ کا حمل اسقاط کر کے گویا اپنے ہی زمانہ میں شہادت حسینؓ کی بنیاد قائم کر دی تھی اور کسی سنی نے اس بے بنیاد الزام کی تردید میں قلم نہ اٹھایا مطاعن صحابہؓ کو فروغ دینے کے لئے وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈیڑھ سو سال بعد ابو مخنف نے شہادت حسینؓ کا فسانہ تصنیف کیا اس سے پہلے کسی کو کانوں کان خبر نہیں تھی کہ ابو طالب کا پوتا' حضرت علیؓ کا بیٹا یعنی سیدنا حسینؓ کسی کربلا نامی میدان میں شامیوں کے ہاتھوں قتل ہوا اور کیوں ان کی بے گناہ بیویوں بیٹیوں کے ساتھ بداخلاقی اور بدتہذیبی کا مظاہرہ کیا گیا جبکہ یہی شامی اور عرب سپاہی آبرو باختہ یہودیوں اور مجوسیوں پر ہاتھ اٹھانا بھی گناہ عظیم سمجھتے تھے (تو پھر یہ کربلا میں ایسا کس طرح کر سکتے تھے؟)

یہ ساری آگ مجوسی زادے لوط (یعنی ابو مخنف) کی لگائی ہوئی ہے جو اپنی قوم کو عربوں کے خلاف بغض

و عناد سے بھرنے اور نو مسلمان عجم کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے بڑے سے بڑے جھوٹ سے بھی دریغ کرنے کا قائل نہ تھا..... مختلف عقائد و خیالات کے لوگ عرصہ دراز سے مسلمانوں میں موجود ہیں ان کے نام جدا جدا ہیں رافضی' سنی' بدعتی' خارجی' ناصبی اور غالی و تبرائی۔ میں نے ان فرقوں کی کتابوں کو غور سے پڑھنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ دراصل افراط و تفریط میں یہ کل گروہ ڈوبے ہوئے ہیں سچی سچی باتیں ایک جماعت میں بھی رائج نہیں ہیں اور کیسے ہوں واقعات میں جہاں عقائد کا میل ہو گیا وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ نہیں ہو سکتا ہمارے یہاں بڑا ستم یہی ہے کہ تاریخ اور روایت میں عقیدہ کو دخل دے دیا گیا ہے جس سے واقعات و حقائق مٹ مٹا کر خاک ہو گئے ہیں اور لوگ ایسے گمراہ ہوئے ہیں کہ ایک ہی شخص کو ایک گروہ الہ سمجھ رہا ہے تو دوسرا شیطان۔ پھر باہمی منافرت اور عداوت نے اصل حالات پر پردہ ڈال دیا اس کے مداحوں نے اسے آسمان پر چڑھا دیا اور مخالفین نے اسے تحت الثریٰ پہنچا دیا۔ پھر روایت بازی ہونے لگی اور جماعت و فرقہ بندی نے وہ زور پکڑا کہ ایک جماعت نے حضرت علیؓ کو مشکل کشا اور شیر خدا بنا دیا تو دوسرے نے اسلام میں مشکلات پیدا کرنے والا اور اسلام کو تباہ کرنے والا قرار دے دیا ہے چنانچہ اسلامی دنیا میں کہیں یا علی کے نعرے لگائے جاتے ہیں تو دوسرے ممالک میں لعن طعن کی آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ تیرہ سو سال میں آج تک ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی جس میں حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے صحیح حالات زندگی بیان کئے گئے ہوں جس میں نہ عقیدے کو کام میں لایا گیا ہو نہ تعصب کو۔ اگر ایسی کوئی کتاب ہوتی تو سنی شیعہ میں جو اختلاف پیدا ہو گیا ہے اس میں بہت کمی ہو جاتی اور یہ بزرگ نہ تو الہ' الہ کے بھائی اور معصوم قرار پاتے نہ کافر و منافق بنائے جاتے.....
روایتوں کے بے سروپا طوفان نے ان حضرات کی اصلی شخصیت کو کس قدر تاریکی میں ڈال دیا ہے کہ ان روایتوں کا دیکھنے والا یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ حضرات انسان تھے یا فرشتہ تھے یا کوئی اور مخلوق تھے ہمارے شیعی بھائیوں کے مذہب کا دارومدار انہی روایات پر ہے وہ روایات ایسی دلکش ہیں کہ جنہیں قصہ یا ناول خوانی کا مذاق ہو گا وہ ان کو پڑھنے کے بعد پھر کسی قصہ یا ناول یا کہانی کو ہاتھ بھی نہ لگائیں گے انہیں ان روایات ہی میں کہیں بوستان خیال کا مزہ آئے گا کہیں فسانہ عجائب کا' کہیں داستان امیر حمزہ کا کہیں الف لیلہ اور کہیں چہار درویش کا پھر یہ وہ روایتیں ہیں جن کے پرکھنے اور سمجھنے کی مطلق ضرورت نہیں سمجھی جاتی جس طرح قصہ کہانیوں کے واقعات پر نہ نکتہ چینی کی ضرورت ہوتی ہے نہ جانچنے کی' پڑھنے والا محض یہ خیال کر کے یہ سب خیالی باتیں ہیں تفنن طبع کے طور پر پڑھے چلا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے حالات جو علماء شیعہ نے ترتیب دیئے ہیں اور جن پر

شیعی مذہب کا مدار ہے پڑھ لیتا ہے اور ان پر ایمان لے آتا ہے جس گروہ نے ایسی خیالی باتیں اپنے اماموں کی نسبت تراش لیں جن کے آگے بوستان خیال کے سارے قصے گرد ہو گئے ہیں ان کے لئے یہ کونسی بڑی بات تھی کہ وہ شہادت حسینؓ کا ایک فرضی افسانہ ایجاد کرتے اور اس میں خیال آفرینیوں کا طومار جمع کرتے کہ مشاق سے مشاق قصہ گو بھی منہ چاٹتا رہ جاتا ہے مشکل یہ ہے کہ ہندوستان میں سنی اور شیعہ دونوں ہی اس وبال میں مبتلا ہیں یہ لوگ اپنے بزرگوں کے حالات انہیں اپنا سا انسان سمجھ کر نہ ترتیب دیتے ہیں نہ پڑھتے ہیں عقیدہ نے انہیں مجبور کر دیا ہے کہ جب وہ بزرگوں کے حالات جمع کریں تو ان کو انسانی ہستی سے ایک بالاتر ہستی قرار دیں اور بشر مشکلم کو بھول کر انہیں ایک ایسی ہستی یا ذات خیال کریں جو اللہ تعالیٰ سے کسی قدر کم مگر باقی گزشتہ موجودہ اور آئندہ مخلوقات سے بالاتر ہو جس کا قیام سات آسمانوں کے بیچ میں یا عرش الٰہی کے مضافات یا قرب و جوار میں ہو اب خیال کیجئے جب ایسی بنیاد قائم کی جائے اور اس پر اپنے عقائد کی عمارت چنی جائے تو پھر اصل واقعات کیونکر معلوم کئے جائیں ظاہر ہے کہ ایسی خوش عقیدگی آفرینی اور تخیل کی تیز روی کے آگے صداقت و حقیقت کیسے دم مار سکتی ہے مسلمانوں کی بد مذہبی یا ضعف اسلام کی بڑی بھاری وجہ یہی ہے کہ وہ بزرگوں کے حالات قصہ کہانیوں کے طور پر پڑھنے کے عادی ہیں جس سے نفس اسلام اور قرآن مجید کی تعلیم میں رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے اور اسی رکاوٹ کی وجہ سے مسلمان آج دنیا بھر میں ذلیل و خوار ہیں کیونکہ اللہ نے ان کو چھوڑ دیا ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کے دو گروہ اسلام کے سب سے زیادہ دعویدار ہیں مگر ان کے عقائد اور مذہب کا دارومدار محض لا طائل قصے اور کہانیوں کے سوا حقائق و واقعات پر مطلق نہیں ہے ان میں سے ایک گروہ شیعوں کا ہے اور دوسرا گروہ صوفیوں کا۔ شیعوں میں فرضی اہل بیت اور فرضی ائمہ کی کہانیاں اس کثرت سے رائج ہیں کہ اگر انہیں ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایسا انبار قصے کہانیوں کا جمع ہو جائے جو الف لیلیٰ کے جنوں اور بوستان خیال و فسانہ عجائب کے سحر جادو کی کہانیوں کو مات کر دے اور جس طرح شیعہ اپنے اماموں کے معجزات و کرامات کی کہانیوں کا ایک دفتر بے پایاں رکھتے ہیں جن میں اماموں کو خدائی قوتوں کا مالک معصوم عن الخطا وغیرہ بتلایا ہے اسی طرح صوفیوں نے تمام خزائن آسمانی کی کنجیاں اپنے پیروں کے سپرد کر کے انہیں خدائی کا مالک بنا دیا ہے اور مقابلے میں ایک دوسرے سے بڑھاتے چڑھاتے رہتے ہیں اس تمام دروغ بافی‘ خیال آرائی اور فسانہ سازی کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ جب کوئی شخص انسانی اوصاف سے معرا ہوتا ہے تو ناچارا اس کے معتقدین اس کا انسانی جامہ اتار لیتے ہیں اور اسے ایک ایسا مافوق انسان نہیں بلکہ ایک خیالی حلہ پہنا دیتے ہیں کہ وہ انسان کی جون میں تو نہیں رہتا ہاں ایک ایسی ہستی بن

جاتا ہے جس کے سمجھنے کے لئے خیال تو کچھ مدد دے سکتا ہے مگر عقل قبول نہیں کر سکتی کیونکہ جو لوگ دنیا میں علمی طور پر کچھ کرنے کے قابل نہ ہوں ان کے کارنامے آسمانوں پر ہی ظاہر ہو سکتے ہیں چنانچہ آپ نے سنا ہو گا کہ کوئی بغیر پروں کے آسمان پر اڑتا تھا فرشتوں سے لڑتا تھا ان کے جھگڑے فیصل کراتا تھا اور لاکھوں فرشتوں کو قتل کر ڈالتا تھا جنوں سے لڑتا تھا حالانکہ دنیاوی زندگی میں وہ ایک چوہا یا مکھی مارنے پر بھی قادر نہ تھا۔ "کریلا اور نیم چڑھا" یہ ضرب المثل ایرانی لٹریچر پر صادق آتی ہے جو دیو پری کے قصے لکھنے کے ماہر اور دنیا بھر کے جھوٹوں کے استاد تھے مگر جب شیعی رنگ ان پر چڑھا تو اپنے دیو پری کی جگہ چند عربی شخصیتوں کو جو ان کے دام تزویر میں پھنس سکے تھے دیو پری بنانے میں مشغول ہو گئے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کی الوہیت کو چمکانے اور خلفاء اسلام کی قدح کرنے کے لئے کیسی گل افشانیاں فرمائی ہیں ان کہانیوں کو دیکھ کر سمجھدار لوگ اپنا سر پیٹتے ہیں مگر جہال انہیں اعتقاد و احترام سے سنتے ہیں اور قبول کرتے ہیں آج ان قصے کہانیوں کا اثر ہندوستانی مسلمانوں کے اذہان پر اتنا گہرا ہے کہ وہ واقعہ شہادت حسینؓ (یعنی غیر حقیقی) کو ایک حقیقت سمجھنے لگے ہیں ہمارے جاہل مولوی (بلکہ بہت سے عالم بھی) علی الاعلان وہی روایتیں مسجدوں میں بیان کرتے ہیں جو شیعوں کی مشہور کتاب بحار الانوار میں خاص مقصد سے درج کی گئی تھیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک تمام مسلمان (الا ماشاء اللہ) دراصل شیعیت کا شکار ہیں۔ (کتاب شہادت از مرزا حیرت دہلوی' مختلف صفحات)

رہ گئی یہ بات کہ بشارت مغفرت کے امین ابن خال المومنین سیدنا یزیدؒ کی قدح اور فسق و فجور اور شہادت حسینؓ کا غیر حقیقی تذکرہ اہل سنت کی کتب تواریخ کی روایتوں میں بھی پایا جاتا ہے تو "**بناء الفاسد علی الفاسد**" کے مصداق اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اہل سنت کی کتب تواریخ میں پائی جانے والی ایسی روایات مجہول الاسناد ہیں' چونکہ سنی مورخین نے شیعی راویوں سے بھی روایات نقل کی ہیں اور اپنے اس طرز عمل کو جائز سمجھا ہے اس لئے ایسی روایات دنیائے شیعیت کے ذریعے اہلسنت کی کتب تواریخ میں داخل ہوئی ہیں اور چونکہ ان بے سند روایتوں کے مقابلہ میں اہلسنت کی انہی کتب تواریخ میں معتبر اور مستند اسناد کے ساتھ نقل کی گئی ایسی روایات بھی کثرت سے موجود ہیں کہ جن میں بشارت مغفرت کے امین خلیفۃ المسلمین سیدنا یزیدؒ کی روشن اور نیک سیرت اور شہادت حسینؓ کا حقیقت پر مبنی تذکرہ سامنے آتا ہے چنانچہ ایسی مستند اور ثقہ راویوں کی روایات کے متضاد و مخالف مجہول' غیر ثقہ اور شیعی راویوں کی روایات کو ترک و حذف کر دیا جائے گا کیونکہ تحقیق کا یہی اصول اور یہی طریق کار دین اسلام کا اصول اور تقاضہ ہے جس سے انحراف ایک مسلم و مومن سے

بعید ہے۔ مگر اس کے علی الرغم اکثر علمائے اہل سنت نے ان جھوٹی تاریخی روایات و خرافات کو بنیاد بنا کر شہادت حسینؓ کا غیر حقیقی اور رافضیانہ افسانہ تراش کے دور حاضر میں بشارت مغفرت کے امین ابن خال المومنین امیر یزیدؒ کو مطعون کیا ہے بلکہ انہیں فرعون وہامان تک کے برابر درجہ دے کر ان کی تکفیر کا بازار گرم کر رکھا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ عوام کے ذہنوں میں مشہور عالم جھوٹے شخص "گوئبلز" کے جھوٹے پروپیگنڈے کے اصول کے تحت ان بے بنیاد تاریخی روایات و واقعات نے بھی اصل کی صورت اختیار کر لی ہے اور وہ ان میں کوئی تاریخی منطقی یا عقلی و مذہبی خامی محسوس کرنے سے عاری ہیں۔ امیر المومنین یزیدؒ کی دشمنی میں حب حسینؓ کی اندھی عقیدت میں حد سے آگے بڑھنے والے حضرات اہل سنت غور فرمائیں کہ وہ کس معصومیت سے دھوکہ کھا گئے ہیں اور کیسا جادو کا ڈنڈا ان کے سر پر پھیرا گیا ہے دشمنان صحابہؓ کی طرف سے کہ جس سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ امیر یزیدؒ کے دور حکومت کے معاشرہ میں یہ حالت تھی کہ خانوادہ علیؓ کے گنے چنے افراد اور ان کے گنے چنے چند حامیوں کے علاوہ پوری امت گمراہی اور فسق و فجور کی دلدل میں پھنس گئی تھی جس کی وجہ سے سیدنا حسینؓ نے حق کا پرچم بلند کرنے کے لئے امیر یزیدؒ کے خلاف خروج کیا۔ یہ کس قدر توہین صحابہؓ و تابعین ہے؟ ہمارا روئے سخن شیعہ حضرات نہیں۔ ان کے نزدیک تو تین صحابہؓ کے علاوہ پوری جماعت صحابہؓ کافر و مرتد، قرآن مجید محرف اور اللہ تعالیٰ کو بدا ہوتا ہے اس لئے ان سے امید انصاف عبث ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ ہماری تاریخ کے اکثر مولف جن کی تعداد تیس کے قریب ہے وہ شیعہ ہیں اور صحابہؓ کرام کے ہاتھوں مفتوح ہونے والے ایرانیوں اور عجمیوں کی اولاد ہیں جس کی وجہ سے انہوں نے بنی امیہ اور امیر یزیدؒ کے متعلق تاریخ کو اپنا مطمع نظر جانتے ہوئے مسخ کرنے کی کوشش کی۔ اس لئے ہمیں ان وجوہات کی بنا پر صرف اہل سنت سے طلب انصاف ہے کہ وہ خوف الٰہی اور آداب انسانیت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ابن خال المومنین خلیفتہ المسلمین امیر یزید رحمتہ اللہ علیہ کو دی گئی بشارت مغفرت (یعنی حدیث قسطنطنیہ) کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے اور واقعہ کربلا کو حق و باطل کا معرکہ قرار دینے سے باز آجائیں کیا اہل سنت اپنے اس طرز عمل اور فکر و سوچ پر غور کرتے ہوئے دامن انصاف کو پکڑیں گے؟

ارشاد رب العالمین ہے۔

اعدلوا ھو اقرب للتقوی

ترجمہ :۔ انصاف پر قائم رہو یہی قرین تقویٰ ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین